دعوت الی اللہ کے روحانی جہاد سے روحانی مردوں کو زندہ کریں۔

دعوت الی اللہ سے آپ کی قوت قدسیہ زندہ ہوگی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳/ مارچ ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

گزشتہ جمعہ سے پہلے جمعہ میں دعوت الی اللہ کا مضمون چل رہا تھا جو ابھی باقی ہے۔ بیچ میں رمضان کا پہلا جمعہ آیا اس لئے میں نے مضمون کو وقتی طور پر چھوڑ کر رمضان کے مضمون پر خطاب کیا تھا اب واپس اسی مضمون کی طرف لوٹتا ہوں۔

میں یہ بیان کرتا رہا ہوں کہ اجتماعی منصوبہ بندی سے پہلے انفرادی منصوبہ بندی ضروری ہے اور انفرادی منصوبہ بندی کے بغیر اجتماعی منصوبہ بندی حقیقی نہیں ہوسکتی ایک فرضی خیالی منصوبہ بندی رہے گی۔ پس جڑوں تک پہنچ کر ان کی کیفیت، ان کی صلاحیت کو جانچنا ضروری ہے اس کے مطابق پھل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں آج سب سے پہلی بات یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب پوچھا جاتا ہے کہ آپ کتنے غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کریں گے تو بسا اوقات حیرت انگیز طور پر ایسے خیالی اندازے پیش کئے جاتے ہیں کہ جن میں ظاہری طور پر کوئی حقیقت نہیں ہوتی بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم سو بنائیں گے، بعض کہتے ہیں ہزار بنائیں گے بعض کہتے ہیں ہم پانچ سو بنائیں گے اور اسی طرح مختلف اندازے لگا کر وہ جو اندازے منصوبہ بندی کمیٹی کو پیش کرتے ہیں تعجب کی بات یہ ہے کہ منصوبہ بندی کمیٹی ان کو اس طرح قبول بھی کر لیتی ہے اور ان کے ملک کا احمدی بنانے کا حقیقی

مسلمان بنانے کا تخمینہ ہے یہ فرضی طور پر ایک غبارے کی طرح پھول جاتا ہے بعض دوست دعا کے مضمون اور منصوبے کے مضمون میں فرق نہیں کر سکتے انہوں نے یہ سن رکھا ہے اور بجا سن رکھا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی کہ جب خدا سے مانگو تو کھلا مانگا کرو تھوڑا نہ مانگا کرو آگے اس کی مرضی ہے کہ وہ دے نہ دے یہ دعا کا مضمون ہے۔ منصوبے کا مضمون نہیں ہے۔ جس قادر مطلق سے بے انتہا مانگنے کی ہدایت ہے وہی قادر مطلق جب خود مسلمانوں کے لئے منصوبہ بناتا ہے تو دنیاوی حسابات کو حقیقی اسباب کو پیش نظر رکھ کر منصوبہ بناتا ہے حالانکہ وہ چاہے تو لامتناہی منصوبہ بنا سکتا ہے چنانچہ دیکھیں کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کو خدا تعالیٰ نے یہ خوشخبری دی کہ تمہارے لئے ابتدائی منصوبہ یہ ہے کہ تم ایک ہو گے تو دو پر غالب آؤ گے اگر ایک سچا مومن ہُوا تو وہ دو پر غالب آئے گا لیکن بعد ازاں اس منصوبے میں تدریجی ترقی ہوگی بالآخر میں تم سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ایک مومن دس پر غالب آئے گا لیکن الفاظ یہ نہیں تھے کہ ایک مومن دس پر غالب آئے گا۔ بلکہ پہلے یہ تھا ایک دو کی بجائے سؤ دوسو پر غالب آئے گا اور پھر بعد میں جو دس کا مضمون ہے وہ بھی ایک سے شروع نہیں ہوتا بلکہ فرمایا کہ بیس دوسو پر غالب آئیں گے۔

اس میں بڑی گہری حکمت ہے اللہ چاہے تو ہر مومن کو دو پر بھی غالب کر سکتا ہے اور چاہے تو ہر مومن کو دس پر بھی غالب کر سکتا ہے لیکن بعض باتوں کا تعداد سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ Large Numbers ایک سائنس ایجاد ہو چکی ہے جس کا مطلب یہ کہ ضروری نہیں کہ ایک شخص ایک جماعت کا حصہ ہو اور اس جماعت کے ہر شخص کو برابر استعداد حاصل ہو مگر ایک کمزور شخص ایک جماعت کا حصہ ہو سکتا ہے جبکہ جماعت کی مجموعی طاقت اس ایک کمزور شخص کی طاقت کو جمع کرنے سے زیادہ بنتی ہے۔ مثلاً ایک کمزور شخص ہے جسے دوسرے ساتھی سے نصف طاقت حاصل ہے اب اگر اسے ایک بڑی جماعت میں شامل کر لیا جائے تو ممکن ہے کہ اس کی طاقت مجموعہ کے ساتھ مل کر دگنی ہو جائے۔ پس ایسی گفتگو انفرادی طور پر نہیں کی جاتی بلکہ جماعتی طور پر کی جاتی ہے چنانچہ قرآن کریم نے جب یہ وعدہ فرمایا کہ ایک دو پر غالب آئے گا اور ایک دس پر غالب آئے گا تو اس کو جماعتی اندازے کے مطابق پیش فرمایا ہے انفرادی اندازے کے طور پر پیش نہیں فرمایا۔ تو دیکھیں اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق ہے اس نے کتنی گہری حکمت کے ساتھ منصوبہ بنایا ہے اور کتنا واقعاتی منصوبہ بنایا ہے۔ کوئی فرضی بات

اس میں داخل نہیں فرمائی جبکہ اللہ تعالیٰ کا کسی بات کو داخل فرمانا اس کا امر بن جاتا ہے اور جیسا وہ فرماتا ہے ویسا ہو کر رہتا تھا مگر مسلمانوں کے حالات ان کی طاقتوں کو دیکھ کر ایک حقیقی منصوبہ بنایا پھر اس منصوبے میں اور عام انسانی منصوبے میں ایک اور نمایاں فرق ہے۔ ہم آج جب مڑ کر تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں سب سے زیادہ طاقتور اور ایمان میں مضبوط مومن محمد مصطفی ﷺ کے ساتھی مومن دکھائی دیتے ہیں۔ اس وقت بھی جو لوگ ان روحانی تجربوں میں سے گزر رہے تھے وہ جانتے تھے کہ اس سے زیادہ شان کے مومن نہ پہلے پیدا ہوئے نہ بعد میں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ منصوبہ بناتے وقت ان اولین مومنین سے یہ وعدہ نہیں کیا کہ تم ایک دو پر غالب آؤ گے بلکہ یہ وعدہ لمبا کر دیا یعنی بعد میں آنے والے ایک دس پر غالب آجائیں گے اور ابتداء کے جو پختہ مومن ہیں وہ ایک دو پر غالب آئیں گے اس میں آخر کیا بات تھی۔

انسانی منصوبے کے لحاظ سے کچھ غلط ہو گیا ہے لیکن الٰہی منصوبہ چونکہ لازماً درست ہوتا ہے اس لئے خدا نے گہرے نفسیاتی حالات پر غور فرما کر یہ منصوبہ پیش کیا۔ ابتداء میں جب مومن اپنے غیر سے ٹکراتا ہے تو غیر کو مومن کا تجربہ نہیں ہوتا اس لئے غیر کا حوصلہ بڑا ہوتا ہے اور مومن کی اصل طاقت کو نہیں سمجھتا اس لئے زیادہ زور کے ساتھ اور اپنے لحاظ سے یقین کے ساتھ مومن سے مقابلہ کرتا ہے کہ میں اس کو شکست دے لوں گا لیکن جوں جوں مومن کا رعب بڑھتا جاتا ہے اسی نسبت سے غیر کے مقابلے کی طاقت کمزور پڑتی چلی جاتی ہے۔ پس حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ابتدائی ساتھیوں کا رعب تھا جب وہ قائم ہوا تو اس نے بعد میں آنے والوں کو بھی عظیم طاقتیں عطا کر دیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یا بعد کے زمانوں میں آپ جو عظیم فتوحات دیکھتے ہیں کہ تھوڑے بہتوں پر غالب آگئے یہ ان کا کمال نہیں تھا بلکہ الٰہی منصوبے میں یہ بات داخل تھی کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ساتھی مومنوں کی شان جوں جوں ظاہر ہوتی چلی جائے گی غیروں پر رعب پڑتا چلا جائے گا اور اپنوں میں مزید حوصلہ پیدا ہوتا چلا جائے گا، مزید یقین ہوتا پیدا چلا جائے گا۔ پس دیکھیں الٰہی منصوبہ کتنا واقعاتی کتنا حقیقی ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کے مضمون کو اس منصوبہ میں داخل نہیں فرمایا۔

پس مومن جب منصوبہ بناتا ہے تو دعا کے مضمون کے ساتھ کیوں منصوبے کا اختلاط کرتا ہے اللہ سے اس کے رنگ سیکھنے چاہئیں۔ منصوبہ خالصۃً حقیقی ہونا چاہئے، واقعاتی ہونا چاہئے چنانچہ وہ لوگ

جو لکھ دیتے ہیں کہ جی! ہم نے سو بنانے ہیں پھر سارا سال Panic میں بڑی گھبراہٹ میں خط لکھتے ہیں کہ اتنے مہینے رہ گئے ابھی تک ایک بھی نہیں بنا، اتنے ہفتے رہ گئے ابھی تک ایک نہیں بنا خدا کیلئے دعا کریں۔ دعا اپنی جگہ ہے اس کا ایک الگ مضمون ہے، الگ دائرہ ہے۔ منصوبہ ایک الگ چیز ہے اگر آپ منصوبہ خدا کے رنگ میں رنگین ہو کر نہیں بنائیں گے تو وہ دعا جو خدا کے رنگ سے الگ دعا کی جاتی ہے اس میں بھی طاقت پیدا نہیں ہوگی۔ منصوبہ حقیقی بنائیں پھر اس کو دعاؤں سے طاقت دیں پھر دیکھیں کہ وہ منصوبہ کیسے کیسے رنگ دکھاتا ہے۔ ایک صاحب ہیں جن کے دو قسم کے کام ہیں ایک دنیوی کام ہے اس میں بھی وہ منصوبہ بناتے ہیں ایک تبلیغی منصوبہ ہے جو دنیوی منصوبہ ہے۔ اس کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ میرا یہ منصوبہ ہے کہ یہ تجارت یہاں تک پہنچ جائے اور جو تبلیغی منصوبہ ہے وہ یہ ہے کہ میں سال میں ایک سو احمدی بناؤں گزشتہ سات آٹھ سال سے میرا یہ تجربہ ہے کہ ہر سال ان کا دنیوی منصوبہ کامیاب ہو جاتا ہے اور روحانی منصوبہ ناکام ہو جاتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کی نیت میں فتور ہے۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ وہ اس طرف توجہ کم دیتے ہیں اور زیادہ سنجیدگی سے اپنے دنیوی منصوبے کی طرف متوجہ ہیں میں یہ بتانا چاہتا ہوں چونکہ ایک تجربہ کار تاجر ہیں وہ دنیوی منصوبہ بناتے وقت حقائق کو سامنے رکھتے ہیں اور جو ان کی صلاحیتیں ہیں انہی کے پیش نظر منصوبہ بناتے ہیں لیکن جب وہ اپنا روحانی منصوبہ بناتے ہیں تو اپنی صلاحیتوں کو جانچتے ہی نہیں۔ دیکھتے ہی نہیں کہ ان میں توفیق کتنی ہے کبھی کسی غیر سے بات کر کے دیکھی اس کا دل جیت کے دیکھا یا دکھایا اس پہلو سے اپنے نفس کا جائزہ لینے کے بعد اگر وہ منصوبہ بناتے تو حقیقی ہوتا۔

پس کوئی بچہ ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے جب بھی اپنے گھر میں بیٹھ کر منصوبہ بنائے تو اس کو اپنی حیثیت کا، اپنی توفیق کا، اپنی صلاحیتوں کا جائزہ لینا ہوگا اور اس کے مطابق منصوبہ بنانا ہوگا اور ایسا منصوبہ بنانے میں کوئی حرج نہیں کہ ایک انسان واقعۃً یہ سمجھے کہ میں ایک سال میں ایک احمدی نہیں بنا سکوں گا تو یہ کہے کہ میں اس سال کوشش شروع کروں گا۔ اور اس سال کے تجربہ کی روشنی میں مَیں سمجھتا ہوں کہ شاید آئندہ سال مجھے پھل لگ جائے اور ایک آدمی یہ بھی سوچ سکتا ہے کہ تین سال میں مجھے پھل لگ جائے اور اس تجربہ میں اگر وہ ساتھ ساتھ دعائیں بھی کرے گا تو پہلے سال کا تجربہ، دوسرے سال کا تجربہ اور تیسرے سال کا تجربہ اس کو اس بات کی لیاقت

عطا کریں گے کہ وہ آئندہ بہتر اور صحیح منصوبہ بنا سکے۔ اب اس سلسلہ میں تمام جماعت کو براہ راست یہی ہدایت ہے کہ اپنا منصوبہ بناتے وقت خود غور کیا کریں۔ صلاحیتوں کو جانچا کریں، اپنے ماحول کو دیکھا کریں کہ کس زمین میں کام کر رہے ہیں۔ پتھریلی ہے، سنگلاخ ہے یا زرخیز ہے۔ ان لوگوں کے احمدیت کے متعلق کیا تاثرات ہیں، دنیاداری میں وہ کہاں پہنچے ہوئے ہیں، ان کو دین کی ضرورت محسوس بھی ہوتی ہے کہ نہیں۔ یہ بہت سے ایسے امور ہیں جن کا تبلیغ کو پھل لگنے سے براہ راست تعلق ہے۔ افریقہ کے بعض ممالک ہیں جن میں دین کی طلب بھی ہے اور فطرتیں سعید ہیں چونکہ غربت ہے اس لئے دنیاداری کے تکبّر حائل نہیں ہیں، مادہ پرستی ان کے اور دین کی راہ میں حائل نہیں ہوئی ان امور کے پیش نظر وہاں زمینیں زیادہ زرخیز ہیں اور بعض دنیا دار قومیں ہیں جو نہ صرف یہ کہ دنیاوی اموال اور سیاسی برتری کی وجہ سے باقی دنیا کو نیچا دیکھتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں وہ کسی اور کی احتیاج محسوس نہیں کرتیں، وہ قومیں یہ سمجھتی ہیں کہ ہمیں کسی اور سے کچھ لینے سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے ہم تو دنیا کو دینے والے ہیں، ہم سیاسی اقتصادی ہر لحاظ سے اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں۔ پس جتنی ان کی احتیاج کم ہوگی اتنا ہی وہ غیر کی بات کم سنیں گے ضرورت محسوس نہیں کریں گے لیکن اس کے علاوہ دنیا کی دولتیں ان کو دنیا کی لذتوں میں اس طرح مگن کر دیتی ہیں کہ اگر غیر کی بات سنیں اور سمجھ بھی آجائے تو وہ لذتیں چھوڑی نہیں جاتیں۔ اس معاشرے سے الگ نہیں ہوا جاتا جو معاشرہ ان کی زندگی کے رگ و پے میں پیوست ہو چکا ہے۔

پس یہاں انگلستان میں جو منصوبہ بنایا جائے یا جرمنی میں بنایا جائے وہ اور ہے افریقہ کا منصوبہ اور ہے جاپان کا منصوبہ اور ہے۔ ملکی حالات کو بھی دیکھنا ہوگا صرف اپنے نفس کا جائزہ نہیں لینا ہوگا پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ میں کتنا وقت دے سکتا ہوں اور کس کو میں نے بلانا ہے اور جس کو بلانا چاہتا ہوں اُس کے لئے میرے پاس بلانے کی صلاحیت بھی ہے کہ نہیں، علم بھی ہے کہ نہیں چنانچہ اس پہلو سے ہر شخص اپنے گردوپیش پر نظر دوڑائے اور معلوم کرے کہ کون اس کا امکانی ٹارگٹ ہوسکتا ہے۔ ٹارگٹ سے مراد ہے نشانہ لیکن یہ نشانہ دوسری اصطلاح کا نشانہ ہے دنیوی اصطلاح کا نہیں۔ اس مضمون کو سردست یہاں چھوڑتے ہوئے اب میں نشانے کی بات شروع کرتا ہوں اور پھر دوبارہ اس مضمون کی طرف واپس آؤں گا۔

ہم ایک روحانی جہاد کر رہے ہیں اور اس کا نام دعوت اِلی اللہ ہے۔ روحانی جہاد اور مذہبی مادی جہاد ان دو چیزوں میں فرق ہے۔ دونوں مذہبی جہاد ہیں لیکن مذہبی مادی جہاد سے میری مراد یہ ہے کہ یہاں مادی ہتھیار استعمال کرنے پڑتے ہیں توپ وتفنگ' تلوار' بندوقیں' جو کچھ بھی ہتھیار کسی کو میسّر ہوں ان کے ذریعہ لڑا جاتا ہے۔ دونوں جہاد ہیں لیکن ان دونوں جہاد کے مقاصد اوّل اوّل ایک دوسرے سے بالکل مختلف دکھائی دے رہے ہیں ایک جہاد کا مقصد زندہ کرنا ہے اور ایک جہاد کا مقصد مارنا ہے۔ جو تلوار کا جہاد ہے اس کے نتیجہ میں موت وارد کی جاتی ہے، سر اڑائے جاتے ہیں گردنیں کاٹی جاتی ہیں نیزوں کی اَنی میں لوگوں کو پرویا جاتا ہے اور یہ بھی جہاد ہے اس کا اول مقصد مارنا ہے لیکن اعلیٰ مقصد زندہ کرنا ہی ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن جو پہلا ظاہری مقصد دکھائی دیتا ہے وہ مارنا ہے جو زیادہ مارے گا وہی زیادہ کامیاب مجاہد ہوگا۔ حضرت علیؓ کے قصے جو آپ سنتے ہیں کہ اس طرح انہوں نے دشمن قتل کئے وہاں قتل ایک قابل فخر چیز دکھائی دے رہی ہے کیونکہ خدا کی خاطر خدا کے نام پر مظلوموں نے تلوار اٹھائی اور دشمن کو مارا لیکن روحانی جہاد جو ہم کر رہے ہیں اس کا اول مضمون بالکل مختلف ہے اور وہ ہے زندہ کرنا مردوں کو زندگی عطا کرنا اور یہ وہ جہاد ہے جس کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے فنِ جہاد سیکھا اور یہ عرض کیا۔ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى (البقرہ:۲۶۱) اے اللہ! مجھے دنیا کو زندہ کرنے کا عظیم مشن تو سپرد فرما دیا' مجھے یہ بھی تو بتا کہ میں کیسے زندہ کروں گا۔ تُو کیسے زندہ کرتا ہے؟ زندگی پیدا کرنے کے اپنے اسلوب بتا دے میں وہی سیکھوں گا میں تجھ سے ہی ہر چیز سیکھتا ہوں۔ پس دیکھیں خدا تعالیٰ سے تبلیغ کے گُر سیکھنے کا کیسا عمدہ طریق ہے رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى۔ اے میرے خدا! تو مجھے دِکھا کہ مردوں کو تو کیسے زندہ کرتا ہے چنانچہ اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے آپ کو جو مضمون سکھایا وہ بارہا میں بیان کر چکا ہوں فرمایا چار پرندے پکڑ لے اور ان کو کیا کر؟ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ (البقرہ:۲۶۲)، فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اپنے سے مانوس کر لے' ان کا دل اپنے ساتھ لگا لے وہ تجھ سے پیار کرنے لگیں۔ پھر ان کو چار مختلف سمتوں میں چھوڑ دے اور جب تو ان کو بلائے گا وہ اڑتے ہوئے لپکتے ہوئے تیری طرف آئیں گے۔ اس مضمون میں دعوت الی اللہ کے گُر سکھائے گئے۔ یہ بتایا گیا کہ مردوں کو کیسا زندہ کیا جاتا ہے۔ پہلے روحانی مردوں کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنا پڑتا ہے اور

ان کا اپنے ساتھ تعلق قائم کرنا پڑتا ہے اس کے بغیر کوئی بات نہیں سنے گا۔

پس وہ قومیں جو متکبر قومیں ہیں ان میں بھی جب آپ منصوبہ بنائیں تو منصوبہ بناتے وقت پہلے اپنی صلاحیت کا بھی جائزہ لیں کہ آپ میں کسی کو اپنے ساتھ لگانے کی کتنی توفیق ہے۔اس کے مختلف طریق ہیں جن کے متعلق میں ذکر کرتا ہوں لیکن پہلے میں اس مضمون کو ختم کرلوں ۔فرمایا: چار سمتوں میں ان کو پھیلا دے اس میں ایک بہت بڑا انکشاف یہ فرمایا گیا کہ کسی ایک سمت میں تبلیغ نہیں کرنی خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ ہر طرف سے زندگیوں کو کھینچتا ہے اور مُردوں کو زندہ کرتا ہے انسان نہ عالم الغیب ہے نہ قادرِ مطلق ہے اسے اپنی کوششوں کو ہر سمت پھیلانا چاہئے اگر انگلستان میں بھی بیٹھا ہوا ہے تو صرف انگریزوں کو تبلیغ نہ کرے، یہاں دوسری قومیں بھی آباد ہیں مشرق کی بھی مغرب کی بھی، شمال کی بھی اور جنوب کی بھی چنانچہ چاروں سمت کے پرندوں کو پکڑنے کی کوشش کریں اور جہاں جہاں بھی وہ تبلیغ کے لئے جاتا ہے وہاں ضروری نہیں کہ ہر رنگ اور نسل کے آدمی اس کو میسر ہوں لیکن ہر مزاج کے آدمی میسر ہوتے ہیں اور مزاج کے اعتبار سے بھی کوئی شمال سے تعلق رکھتا ہے، کوئی جنوب سے' کوئی مشرق سے' کوئی مغرب سے' ہر مزاج کے انسان ہر قوم میں میسر آتے ہیں تو دوسری نصیحت گویا یہ ہوئی کہ ہر مزاج کے آدمی کو ڈھونڈو اور تم نہیں جانتے کہ کس مزاج سے کیا نتیجہ ظاہر ہوگا۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایسے پتھر بھی تو ہیں جن سے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں پس پتھر کو بھی ابتداءً ردّ نہ کرو اس پر زور لگاؤ کوشش کرو اور جب تم دعا کر کے ساتھ مناسب کوشش کرو گے تو بعید نہیں کہ پتھر سے بھی رحمت کے چشمے پھوٹ پڑیں۔تو چاروں طرف تبلیغ کرنا، ہر قسم کے مزاج کے آدمی کی تلاش رکھنا ان پر کوشش کرنا اور پھر ان کو اپنے ساتھ مانوس کر لینا یہ تبلیغ میں کامیابی کے لئے ضروری ہے۔

یہاں ایک اور امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ وہ لوگ جو مانوس نہیں ہوتے ان سے مسلسل سر ٹکرانا اس منصوبے کے خلاف ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو سکھایا۔ بعض لوگ اس خیال سے کہ پتھر سے بھی تو چشمے پھوٹتے ہیں بعض ایسے آدمیوں پر اپنا وقت ضائع کرتے چلے جاتے ہیں جن کے دل کی سختی ان کے پیار اور محبت سے نرم نہیں پڑتی، ان کو ان سے کوئی لگاؤ پیدا نہیں ہوتا اور تبلیغ کے نتیجہ میں قریب آنے کی بجائے بسا اوقات ان کے دل میں نفرتیں پیدا ہوتی ہیں یا

نفرتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں اور یہ تجربہ بھی بسا اوقات میرے سامنے احمدیوں نے بیان کیا ہے کہ بعض دوست دیکھنے میں بہت اچھے، بہت شریف النفس بڑا تعلق رکھنے والے تھے لیکن جب ان کو تبلیغ شروع کی گئی تو اندر سے ایسی نفرتوں کے لاوے اُبلے ہیں کہ ہم حیران رہ گئے کہ یہ شخص ان نفرتوں کو اندر پال رہا تھا اور ظاہری طور پر ہم سے اچھے تعلقات رکھتا تھا تو تبلیغ کے نتیجہ میں یہ معلوم ہوگا کہ پتھر کی حقیقت کیا ہے؟ کیا یہ وہ پتھر ہے جس کا ذکر وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (البقرہ:۲۵) میں ہے کہ یہ جہنم کے وہ ایندھن ہیں جس میں انسان بھی ہے اور خاص طور پر پتھر دل انسان ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ پتھر کی حقیقت معلوم کرنے کے بعد پھر اس پر وقت ضائع کرنا اس منصوبے کی روح کے منافی ہے۔ جو پرندہ مانوس نہ ہو اس پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ باز کو آپ مانوس کر لیتے ہیں لیکن مولے کو آپ مانوس نہیں کر سکتے اور جتنے بھی لوگ پرندے پالتے ہیں ان میں مَیں نے آج تک مملوے کو پالتے کسی کو نہیں دیکھا لیکن باز پل جاتے ہیں تو مراد یہ ہے کہ ہر طرف کوشش کرو تمہیں علم نہیں کہ کون تم سے مانوس ہوگا۔ کہیں پتھر دل بھی موم ہو جائیں گے کہیں موم سخت ہو جائے گی اور پتھر میں تبدیلی ہو جائے گی اس لئے چاروں طرف ہاتھ مارو لیکن جلد جائزہ لو کہ کون اس لائق ہے کہ اس پر تمہارا وقت صرف ہو اور تمہاری توجہ اس پر نتیجہ خیز ثابت ہو۔

اس پہلو سے جائزہ لینے کے بعد پھر آپ اپنے ذاتی منصوبے کی طرف لوٹیں اور دیکھیں کہ آپ میں کتنی توفیق ہے اور یہ منصوبہ فوراً نہیں بن سکتا اس لئے یہ طریق ہی غلط ہے کہ فارم تقسیم ہو گئے اور ہر ایک نے کہا جی! میں ایک بناؤں گا ایک کی حد تک تو چلیں کسی حد تک قبول ہو جائے۔ ابتدائی تجربے کے لئے کوئی نمبر لکھنا ہے لکھ لیں لیکن اگر یہ ایک ایک سال کے اندر پورا نہ ہو تو پھر لازم ہے کہ سارے منصوبے پر نظر ثانی کی جائے۔ اس پہلو سے کام نہیں ہوتا جو چیز میرے دل میں فکر پیدا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ منتظمین جب منصوبوں کو اعداد و شمار میں ڈھالتے ہیں تو اس کے بعد کاغذ سمجھ کر اس سے غافل ہو جاتے ہیں وہ کاغذ کسی نہ کسی تہہ میں چلا جاتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں جس نے وعدہ کیا تھا اب اس کا کام ہے اور ہمارا یہ کام ہی نہیں کہ ہم جائزہ لیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ کتنی اس نے دلچسپی لی اور اس کی حقیقی صلاحیت کیا تھی لیکن اگر مقامی یا ملکی نظام باشعور ہو اور باہوش ہو تو وہ وقتاً فوقتاً ان افراد سے رابطہ رکھے گا اور معلوم کرے گا کہ انہوں نے اس ضمن میں کتنے آگے بڑھائے، کن لوگوں میں کوشش کی اور

اگر اس کے منصوبے کو پھل لگنے کے کوئی آثار ظاہر نہ ہوں تو پھر بھی ضروری نہیں کہ اس کو رد کیا جائے اگر کوششیں ہو رہی ہیں تو بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک سال کی بجائے جیسا کہ بعض درخت دو تین سال، چار پانچ سال، چھ سال بعد پھل دیتے ہیں ایک انسان کی کوششیں اثر کر رہی ہوتی ہیں اور پھل کچھ دیر کے بعد لگتا ہے لیکن پھل کے آثار ضرور ظاہر ہوتے ہیں۔ پس انتظامیہ کا کام ہے کہ آثار کا جائزہ لے اور ہر فرد کا بھی کام ہے جب خدا تعالیٰ سے وعدہ کیا ہے تو اس کے لئے کوشش تو کرے۔ جس نے سو کا وعدہ کیا ہے اس کو کم از کم ہزار پر کام کرنا چاہئے اور ہزار پر بیک وقت کام تو کر نہیں سکتا اسے ہر روز تبلیغ کرنی ہوگی اور دن رات کرنی ہوگی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سو غیر حقیقی ہے بعض علاقوں میں ہزار بھی حقیقی ہو جاتا ہے جیسا کہ افریقہ کے بعض علاقوں میں ہے ایک شخص نے مجھ سے پانچ سو کا وعدہ کیا تھا لیکن خدا کے فضل سے اس سال چالیس ہزار احمدی ہوئے۔ تو منصوبوں کا تعلق اپنی ذات سے بھی ہے، اپنے ماحول سے بھی ہے، نیک نیتوں سے بھی ہے، پاک ارادوں سے ہے، نیک اعمال سے ہے ان خداداد صلاحیتوں سے ہے کہ جن کے نتیجہ میں بعضوں کی باتیں اثر دکھاتی ہیں بعضوں کی باتیں کوئی اثر نہیں دکھاتیں۔

پس اس پہلو سے جب آپ ماحول کا جائزہ لیں گے تو ساتھ ساتھ اپنا جائزہ بھی لیتے چلے جائیں گے اور آپ یہ محسوس کریں گے کہ کچھ لوگ آپ کے قریب آ رہے ہیں اور ان میں نرمی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ نرمی کے آثار یہ فیصلہ کرنے میں مدد کریں گے کہ آپ کا منصوبہ حقیقی تھا یا غیر حقیقی تھا ایک سال میں ایک نہیں بنا تین سال میں پانچ بن گئے تو ایک ہی بات ہے بعض دفعہ دو دو تین تین سال انتظار کے بعد پھر اچانک پھل لگ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پھل لگتے ہیں پس میں سو کے خلاف نہیں کہہ رہا کہ منصوبے میں سو کا عدد نہ آئے یا ہزار کا عدد نہ آئے۔ میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ حقیقی ہو اور جب آپ فیصلہ کریں تو آپ کی تمام قوتیں اس فیصلے کی تائید میں اٹھ کھڑی ہوں اور آپ کا خلوص بتائے کہ آپ نے سچائی سے اور دیانتداری سے منصوبہ بنایا تھا منشی عبداللہ صاحب آف سیالکوٹ یا مولوی عبداللہ صاحب سیالکوٹی کا پہلے بھی کئی دفعہ میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دفعہ تحریک فرمائی کہ ہر شخص سال میں کم از کم ایک احمدی ضرور بنائے اور منشی عبداللہ صاحب یا غالباً مولوی عبداللہ صاحب جو بڑے مخلص صحابی تھے بزرگ تھے انہوں

نے وعدہ کیا کہ میں سو بناؤں گا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھے کہ شوق اور جوش میں انہوں نے یہ وعدہ کرلیا ہے تو ٹھیک ہے لیکن ان سے سو کہاں بننے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان فرماتے ہیں لیکن اس کے بعد ہر سال یہ دستور قائم ہو گیا جب بھی جلسہ سالانہ پر بیعتوں کا دن آتا تھا تو مولوی عبداللہ صاحب اپنی سو بیعتیں الگ رکھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں نے یہ دلچسپ نظارہ دیکھا کہ مَیں اس میدان کی طرف جہاں دوستوں کو بیعتوں کے لئے اکٹھا کیا گیا تھا جا رہا تھا تو مولوی عبداللہ صاحب پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف جھپٹے کہ یہ میرا آدمی تم نے یہاں سے نہیں اٹھانا۔ اُس نے بازو پکڑ کر اس کو کہا ہو گا یہاں نہیں بیٹھنا وہاں بیٹھو جس طرح عقاب شکار پر جھپٹتا ہے اس طرح جھپٹے کہ خبردار جو میرے آدمی کو یہاں سے اٹھایا میں حضرت خلیفۃ المسیح ؓ کو سو پورے کرادوں پھر جہاں مرضی لے جاؤ۔ اُس سے پہلے میں نے ہاتھ نہیں لگانے دینا اور وہ جب تک زندہ رہے سو پورے کرتے رہے تو سو پورا کرنا ناممکن نہیں ہے۔ ان کا منصوبہ حقیقی تھا، فرضی نہیں تھا اور دعائیں بھی ساتھ شامل تھیں حقیقی اس لئے تھا کہ وہ ایک وقت میں تو ہزار پر کام نہیں کر سکتے تھے لیکن ایک سال میں کئی ہزار پر کام کرتے تھے، روزانہ تبلیغ کے لئے نکلتے تھے اور صبح کے وقت کسی کو پکڑا، دوپہر کے وقت کسی کو پکڑا، شام کے وقت کسی کو پکڑا، اپنے وقت کو اس طرح تقسیم کر رکھا تھا کہ دن میں چار پانچ آدمیوں سے ضرور رابطہ ہوتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے فراست عطا فرمائی تھی، خدا تعالیٰ نے دل موہنے والی طبیعت عطا فرمائی تھی، دعاؤں کی عادت تھی اس لئے مہینے میں وقتاً فوقتاً کئی دفعہ ان کی کھیتی پھل دیتی تھی۔ پس اس قسم کا منصوبہ ہو جو حقیقی بھی ہو اور اگر وقتی طور پر حقیقی نہ بھی دکھائی دے تو اتنا مخلصانہ ہو کہ آپ کی تمام صلاحیتیں اس کی تائید میں جاگ پڑیں، اٹھ کھڑی ہوں اور اس کی تائید میں دن رات لگ جائیں اور خدا سے یہ عہد کریں کہ میں نے فرضی منصوبہ نہیں بنانا۔ میں نے اپنی اندرونی صلاحیتوں کا اندازہ لگا کر زیادہ سے زیادہ منصوبہ بنالیا ہے۔ اب تو میری مدد فرما اور دن رات اگر محنت بھی کرے گا اور دعائیں بھی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا کرے گا۔ پھر منصوبہ کے ساتھ اس کے تفصیلی عوامل کو دیکھنا چاہئے جو تبلیغ پر اثر انداز ہوتے ہیں اور ہر ملک کے عوامل مختلف ہیں۔ بعض باتیں ایسی ہیں جن سے وقتی طور پر تبلیغ میں مدد ملتی ہے لیکن بالآخر وہ نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں ان سے پرہیز ضروری ہے۔ بعض باتیں بظاہر وقتی طور پر فائدہ نہیں دیتیں لیکن بالآخر فائدہ دیتی ہیں ان کو اختیار کرنا ضروری

ہے۔ پس تبلیغی منصوبہ کوئی بازیچۂ اطفال نہیں ہے کہ ایک دم بیٹھے ہوئے منصوبہ بن جائے۔ جو بھی منصوبہ بنائے گا وہ ابتداء میں اپنی توفیق کے مطابق جو بھی بنتا ہے بنائے لیکن جو باتیں مَیں سمجھا رہا ہوں ان کو پیش نظر ضرور رکھے ورنہ اس کو نقصان ہوگا۔

اب حضرت نوحؑ نے جب تبلیغ شروع کی تو جتنے طریق ممکن تھے ان سب طریق کو اختیار کیا اور ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ مَیں تمہیں یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزائن ہیں۔ یہ کیوں کہا گیا؟ اس لئے کہ بہت سے لوگ دنیا کے لالچ میں دین کو قبول کرلیا کرتے ہیں اور کئی احمدی بھی اپنی نادانی میں ایسے وعدے کر دیتے ہیں جن کے نتیجہ میں لوگوں کے دل میں بڑی طلب بیدار ہو جاتی ہے کسی نئی جگہ گئے وہاں کہا جی! دیکھو احمدی ہو گے تو یہ فائدہ ہوگا، ہم تمہیں ہسپتال بنا کر دیں گے ہم کالج بنا کر دیں گے یہ خرچ ہوگا، غریبوں کے لئے یہ یہ کام کریں گے، انڈسٹری قائم کریں گے، یہ وعدے وہ اپنے طور پر کرنے شروع کر دیتے ہیں اور غالباً چونکہ انہوں نے یہ سوونیئرز دیکھے ہیں کہ افریقہ میں کیا ہو رہا ہے اور فلاں ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم یہ باتیں کریں گے تو لوگ جلدی ہماری طرف مائل ہوں گے لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ ہسپتالوں کی طرف مائل ہوتے ہیں، سکولوں کی طرف ہوتے ہیں، اقتصادی فوائد کی طرف ہوتے ہیں یا خدا کی طرف نہیں ہوتے ہیں۔

پس آپ وہ آیات پڑھیں تو آپ حیران ہوں گے کہ حضرت نوحؑ نے کس طرح کھول کھول کر بتا دیا ہے اور جہاں فائدہ کی لالچ دی ہے۔ وہاں اس رنگ میں دی ہے کہ اس کا انسان کی ذات سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ فرمایا اگر تم سچائی کو قبول کرلو گے تو خدا آسمان سے ایسی بارشیں برسائے گا جو تمہارے لئے مفید ہوں گی اور تمہاری اقتصادی حالت میں ایک حیرت انگیز تبدیلی کر دیں گی۔ زمین پہلے سے بڑھ کر اگائے گی اور تمہیں بہت ہی زیادہ اقتصادی فوائد حاصل ہوں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں تمہیں دوں گا یا ہماری جماعتی کوششوں سے تمہاری اقتصادی حالت بہتر ہوگی۔

پس ہم جب خدمت کی باتیں کرتے ہیں تو تبلیغ کی غرض سے لوگوں کے دل جیتنے کے لئے ان کو لالچ نہیں دے رہے ہوتے۔ یہ جماعت کا مزاج ہے کہ اس نے خدمت کرنی ہے اور اس مزاج کو دنیا میں روشناس کرایا جاتا ہے لیکن براہ راست وعدہ دے کر کہ ہم تمہارے لئے یہ کریں گے تم

ہماری طرف آجاؤ۔ یہ تبلیغ کا طریق اختیار کرنا گمراہی ہے اس کا قرآن کریم کے بیان کردہ طریق سے کوئی تعلق نہیں ۔ ہاں جو ایمان لے آتے ہیں ان کی تالیف کا مضمون الگ ہے اور ان کی تالیف کا مضمون قرآن کریم میں کھلا کھلا بیان ہوا ہے۔

پس تبلیغ کرتے وقت جب آپ تبشیر سے کام لیں گے تو یاد رکھیں کہ یہ تبشیر خدا کے حوالے سے ہونی چاہئے اور گزشتہ زمانوں کی قوتوں کی تاریخ کے حوالے سے ہونی چاہئے نہ کہ اپنی طرف سے ایسے وعدے کئے جائیں کہ جن کے نتیجہ میں ان میں حرص و ہوا بیدار ہو اور دنیا کی لالچ کے نتیجہ میں وہ دین کو قبول کرنے والے ہوں ۔ پس تبلیغی منصوبے میں بہت ہی باریک باتیں پیشِ نظر رکھنی پڑتی ہیں ۔ احتیاطیں پیشِ نظر رکھنی پڑتی ہیں لیکن سو باتوں کی ایک بات یہ ہے کہ اگر آپ تقویٰ پر قائم رہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا تبلیغی منصوبہ غلط نہیں ہو سکتا۔ تقویٰ ایک عظیم مضمون ہے جو زندگی کے ہر دائرے پر حاوی ہے اور اس کے نتیجہ میں آپ کے منصوبے کی اس وقت بھی اصلاح ہو رہی ہوتی ہے جب آپ بنا رہے ہوتے ہیں اور اس وقت بھی اصلاح ہو رہی ہوتی ہے۔ جب اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور تقویٰ آپ کو صاف صاف روشنی دیتا ہے۔ ابتداء کی روشنی نہیں ہے نہ یہ انتہا کی روشنی ہے یہ ایسی روشنی ہے جو ساتھ ساتھ چلتی ہے جیسے اندھیرے میں کوئی روشن ٹارچ لے کر سفر کر رہا ہو۔

پس تقویٰ کو پیش نظر رکھ کر اگر آپ تبلیغی منصوبہ بنائیں گے تو آپ کے اندر بہت ہی حیرت انگیز نفسیاتی تبدیلیاں پیدا ہوں گی سب سے پہلے آپ اپنی نیت کو پرکھیں گے کہ آپ کیوں تبلیغ کر رہے ہیں۔ کیا محض للہ ہے یا تعداد بڑھانے کے لئے ہے یا اپنے نفس کے دکھاوے کے لئے ہے۔ کئی قسم کی نیتیں نیکیوں میں داخل ہو جایا کرتی ہیں اور ان کو گندا کر دیتی ہیں ۔ پس تقویٰ کے ساتھ پہلے نیتوں کو کھنگالنا اور ان کو صاف کرنا بے انتہا ضروری ہے ورنہ اگر آپ تعداد بڑھانے کے لئے تبلیغ کریں گے تو یہ ایک قسم Territorial Movement بن جائے گی یعنی جس طرح دنیا کے بادشاہ تلوار کے ذریعے علاقے فتح کرتے ہیں اس طرح نظریات کے حامل لوگ نظریات کے ذریعہ انسانوں کے ملک اپنے لئے بناتے ہیں اور انسان کو سرزمین کے طور پر دیکھتے اور ویسا ہی اس سے سلوک کرتے ہیں اور انسان کو سرزمین کے طور پر شمار کرنا تقویٰ کے بالکل منافی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ کجی کی نشاندہی کرتا ہے اسی وجہ سے دنیا میں اکثر تباہیاں پیدا ہوئی ہیں ۔ انبیاءؑ کے رستے میں

سب سے بڑی روک یہی رجحان ہے۔ جب انبیاءؑ دعویٰ کرتے ہیں۔ ایک سچائی کی طرف بلاتے ہیں تو مدمقابل جتنی قوتیں ہیں وہ اپنے پیروکاروں کو اپنی سرزمین کے طور پر دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری زمین، ہماری راج دھانی پر حملہ ہو گیا ہے اور ان میں سے ایک بھی ٹوٹ کر خدا کے بھیجے ہوئے کی طرف جاتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ اتنی زمین ہمارے ہاتھ سے نکل گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے اس طریق کار کو اسی اصطلاح میں بیان فرما کر اُن کو دکھا دیا کہ تم زمینوں کے طور پر دیکھتے ہو تو یاد رکھو کہ تمہاری زمینیں کم ہوں گی اور محمد مصطفی ﷺ کی زمینیں بڑھیں گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ روز بروز تمہاری زمین کو کم کرتا چلا جا رہا ہے۔ پس اگر زمینیں ہی ہیں تو تمہاری زمینیں تمہاری نہیں رہیں گی اور تمہارے ہاتھ سے نکلنے والی ہیں مگر یہ نہیں فرمایا کہ محمد مصطفی ﷺ اپنی زمین بڑھا رہے ہیں اس لئے کہ آپؐ ان کو اپنی زمین کے طور پر دیکھتے ہی نہیں تھے۔ آپؐ تو سچائی کو دیکھتے تھے خدا تعالیٰ کے قرب اور خدا تعالیٰ کی محبت کو دیکھتے تھے، آپؐ یہ چاہتے تھے کہ خدا کا قرب بڑھے، خدا کی محبت بڑھے، سچائی پھیلے، اخلاق اور اعمال میں پاک تبدیلیاں پیدا ہوں جو انسانوں کو سرزمین بنا لیتے ہیں، ان کا اخلاق کی پاک تبدیلیوں سے کوئی علاقہ نہیں رہتا علاقے سے واسطہ تو ہوتا ہے اور خوبیوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

پس یہ ایک بہت ہی احتیاط کا مضمون ہے جس کا تبلیغی منصوبے سے گہرا تعلق ہے۔ اگر آپ نے اس کو صحیح نہیں سمجھا اور تعداد بڑھانے کی خاطر آپ نے تبلیغیں کیں تو آپ کی تبلیغ بھی بے برکت ہو جائے گی اور خطرہ ہے کہ جماعت کا رخ بدل جائے اور اس میں مولویانہ رنگ پیدا ہونا شروع ہو جائیں۔ اس وقت جماعت کا سب سے بڑا مسئلہ مولویوں کا یہی ٹیڑھا رجحان ہے یا پادریوں کا یہ ٹیڑھا رجحان ہے یا پنڈتوں کا یہ ٹیڑھا رجحان ہے انہوں نے خدا کی مخلوق کو اپنی سرزمین بنا رکھا ہے اور یہ دیکھتے ہیں کہ یہ زمین کم نہ ہو جائے اور خدا کی سرزمین کم ہوتی ہے تو بداخلاقی کی وجہ سے کم ہو رہی ہوتی ہے۔ پس جس زمین کے وہ مالک ہیں اُس کے اخلاق کی ان کو کوئی پرواہ نہیں۔ وہ جتنے مرضی گرتے چلے جائیں خواہ انسان سے حیوان اور حیوان سے بدترین حیوان بن جائیں، نہ ملاّں کو فکر ہے نہ پنڈت کو فکر ہے، نہ پادری کو فکر ہے وہ یہ کہتا ہے کہ میرے پیروکار اُتنے ہی رہیں یا بڑھ جائیں۔ اب پاکستان میں دیکھ لیجئے کیا ہو رہا ہے۔ کثرت کے ساتھ مولوی بظاہر اسلامی جہاد میں مصروف ہیں، ایک

دوسرے کے فرقے کے خلاف اسلامی جہاد میں مصروف ہیں، سیاستدان کے خلاف اسلامی جہاد میں مصروف ہیں، جماعت احمدیہ کے خلاف اسلامی جہاد میں مصروف ہیں اگر نہیں مصروف تو اسلامی تعلیم کے جہاد میں مصروف نہیں ہیں وہ۔ وہ اعلیٰ اخلاق جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے دنیا کو عطا کئے جن کے بغیر اسلام کا ڈھانچہ ہی نہیں بنتا وہ اخلاق نہ صرف یہ کہ پاکستان سے ناپید ہو رہے ہیں بلکہ اس تیزی سے ناپید ہو رہے ہیں جیسے زمینیں بنجر اور شور بن رہی ہوں ان کی طرف توجہ نہیں، زمین بڑھانے کی طرف توجہ ہے۔ پس وہ کیسے بدنصیب راہنما ہیں جن کی زمینیں تو بڑھیں لیکن بنجر، شور زمینیں بڑھیں، جن میں کچھ بھی نہ اُگ سکے، کوئی روئیدگی پیدا نہ ہو۔ ایسی بدبختی بدنصیبی حق کے دشمنوں کو تو زیب دیتی ہوگی حق داروں کو زیب نہیں دیتی، مومن کو زیب نہیں دیتی اس لئے اپنے اعلیٰ مقصد کے طور پر ہمیشہ خدا اور خدا والوں کا مضمون پیش نظر رکھا کریں۔

دعوت الی اللہ ہے دعوت الی الاحمدیہ نہیں ہے دعوت الی الاسلام بھی نہیں ہے۔ دعوت الی اللہ ہے اور اسی مضمون کا لقب خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو عطا فرمایا کہ تُو تو اللہ کی طرف بلانے والا ہے۔ پس جب اللہ کی طرف بلانے والا ہے تو ہمیشہ پیش نظر یہ ہو کہ خدا کی زمین بڑھے اور اللہ کی زمین ان اخلاق حسنہ کے پھیلانے سے بڑھتی ہے جو خدا والوں کے اخلاق ہوتے ہیں، سچائی کے پھیلانے سے بڑھتی ہے۔ پس آپ کا مقصد خالصتہً اللہ کی طرف دعوت دینا ہے اور یہی مقصد پیش نظر رہنا چاہئے۔ تعداد خود بخود اس کے اندر داخل ہوتی ہے۔ جب خدا والے خدا والوں کے اخلاق لے کر پھیلتے ہیں تو تعداد تو بڑھتی ہی بڑھتی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک صفت بغیر موصوف کے موجود ہو۔ ان دو چیزوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ جب خدا والی صفات بڑھیں گی تو وہ انسان بھی ہونے چاہئیں جو خدا والی صفات ساتھ لے کر بڑھتے ہیں۔

پس یہ دو باتیں یہاں ایک دوسرے کے ساتھ الجھ کر بظاہر ایک دوسرے میں مدغم ہو جاتی ہیں لیکن نیت میں جو فرق ہے وہ بہت ہی ضروری ہے۔ جب آپ یہ نیت رکھیں گے کہ میں نے خدا والے لوگ پیدا کرنے ہیں تو آپ کی توجہ ہمیشہ صفات حسنہ کی طرف رہے گی، نیکیوں کی طرف رہے گی اور نیک لوگ جو صفات حسنہ لے کر پیدا ہوں گے ان کی ایک تعداد بھی ہوگی۔ پس تعداد سے نفرت پیش نظر نہیں ہے۔ خدا والوں کی تعداد جتنی بڑھے بہت ہی اچھا ہے اور بغیر تعداد بڑھے صرف

خدائی صفات تو بڑھ ہی نہیں سکتیں سوائے اس کے کہ اندرونی طور پر تربیت کے ذریعہ بڑھیں لیکن مَیں تربیت کا مضمون نہیں بلکہ مَیں دعوت الی اللہ کا مضمون بیان کر رہا ہوں اس میں جو تربیت کا پہلو ہے وہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ جس کو آپ مسلمان بنائیں جس کو احمدیت کی طرف بلائیں اس نیت سے بلائیں کہ اس کے اندر پاک تبدیلی پیدا ہو وہ پہلے سے بہتر انسان بنے اور اس کے لئے پھر کوشش کرنی ہوگی۔

پس وہ دعوت الی اللہ کرنے والے جو دلائل کے ذریعہ مدّ مقابل کو مغلوب کر دیتے ہیں اور اگر اس کی جماعت میں یا اسلام میں بھرتی کرا بھی لیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ میرا مقصد پورا ہو گیا وہ دھوکے میں ہیں۔ ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کو لازماً دیکھنا ہوگا جس کو میں احمدی مسلمان بنانے میں کامیاب ہوا ہوں اس کے اندر پہلے کے مقابل پر کیا پاک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں اور آئندہ پاک تبدیلیوں کے رجحان کو جاری رکھنے کے سلسلہ میں مَیں کیا کر سکتا ہوں۔ پس ہر داعی الی اللہ کو اگر وہ خدا کی خاطر دعوت دیتا ہے دعوت میں کامیاب ہوتے ہی پھر اس کا مربی بننا ضرور ہوگا اس کے بغیر اس کی نیت کی صفائی اور پاکیزگی ثابت نہیں ہو سکتی۔ پس جو لوگ بنا بنا کر پھینکے جاتے ہیں ان کا تعداد بڑھنے کا رجحان ظاہر ہو جاتا ہے۔ جو لوگ بنا کر پھر ان کی پرورش کرتے ہیں وہ خالصۃً اللہ کے لئے بناتے ہیں وہ سچے داعی الی اللہ ہیں۔ اب مائیں اگر بچے پیدا کر کے پھینکتی چلی جائیں تو ان کو کون سنبھالے گا ایک طرف سے وہ زندگی پا رہے ہوں گے دوسری طرف سے موت کے منہ میں دھکیلے جا رہے ہوں گے۔ پس ہر داعی الی اللہ کو اس کا مربی بننا ہوگا جس کو وہ دعوت دیتا ہے اور اس پہلو سے اس کے وقت پر بہت بڑے تقاضے ہوں گے۔ صرف تبلیغ کا تقاضا نہیں بلکہ تربیت کا تقاضا بھی اس کے وقت پر قائم ہوگا۔

پس اس پہلو سے جب وہ منصوبہ بناتا ہے تو ان باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ وہ بزرگ صحابہؓ جنہوں نے سو سو بیعتیں کروائیں یا ہزار ہزار بیعتیں کروائی ہیں ان کے اندر نقش پیدا کرنے کی صلاحیتیں بہت تھیں اور یہ ایک فرضی بات نہیں ہے بلکہ میں ان صحابہؓ کو ان میں سے بہتوں کو ذاتی طور پر جانتا تھا اور ان کے بنائے ہوئے احمدیوں سے ان کی وفات کے بعد بھی بہت دیر تک ملتا رہا ہوں اور میں نے یہ بات مشاہدہ کی ہے کہ بعض داعین الی اللہ ایسے تھے جن کو پھل لگتا تھا لیکن پھل کے ساتھ وہ اپنی صلاحیت بھی اس پھل میں منتقل کیا کرتے تھے جیسے وہ روحانی وجود تھے ویسی روحانیت

بھی اس پھل کو عطا کیا کرتے تھے۔ جیسے ان کی ذات میں شیرینی پائی جاتی تھی ویسے وہ شیرینی اس پھل کو بھی عطا کر دیا کرتے تھے۔ یہ تو طاقت نہیں تھی کہ جس کو احمدی بنائیں ہر وقت اس کی تربیت میں لگیں رہیں لیکن میں نے اس مضمون پر غور کر کے جو اس کا حل معلوم کیا ہے وہ یہ تھا کہ وہ احمدی بنتے ہی اس وقت تھے جب ان کی نیکی کا اثر قبول کر چکے ہوتے تھے اور یہ صحیح احمدی بنانے کا اصل راز ہے۔ آپ کسی شخص میں اپنی نیکی کے اثرات، اپنی پاک صلاحیتوں کو سرایت کر دیں یہاں تک کہ نام کے لحاظ سے وہ جو چاہے رہے عملاً وہ آپ کے اندر جذب ہو رہا ہو اور آپ کی نیکیاں اختیار کر رہا ہو۔ ایسے شخص پر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا تو صرف نام کا ہی فرق ہے میں تو بیچ میں سے آپ کا ہی ہوں اور بہت سے اچھے دعوت الی اللہ کرنے والے جب اپنے بنائے ہوئے احمدیوں کو لے کر آتے ہیں تو بسا اوقات میں یہ نظارہ دیکھتا ہوں کہ ایمان لانے سے پہلے ان کی تربیت ہو چکی ہوتی ہے اور دراصل تربیت ہے جو ان کو اس فیصلے کی طاقت بخشتی ہے کہ میں اب وہاں کا نہیں رہا یہاں کا ہو چکا ہوں۔

پس اس رنگ میں آپ کو تبلیغ کرنی ہوگی کہ تربیت کے تقاضے بھی ساتھ ساتھ پورے ہوں اور اگر وہ پورے نہیں ہوئے تو جس طرح مرغی کو اپنے چوزوں کو کچھ عرصے تک اپنے پروں میں رکھنا پڑتا ہے، جیسے ماں کو کچھ عرصہ تک اپنے نوزائیدہ بچوں کے اوپر اپنی رحمت کا سایہ دراز رکھنا پڑتا ہے، ان کی ساری ضرورتیں پوری کرنی پڑتی ہیں اس طرح آپ کو بھی نومبائعین کی کسی حد تک روحانی، بعض جسمانی ضرورتیں بھی پوری کرنی ہوں گی۔ ان سب باتوں کو پیش نظر رکھ کر منصوبہ بنائیں گے تو وہ حقیقی منصوبہ ہوگا لیکن اگر ان کو بھلا کر بنائیں گے تو آپ چاہے ہزار کہیں، چاہے دس ہزار کہیں فرضی اور غیر حقیقی باتیں ہیں۔ پس تجربے کے ساتھ ساتھ آپ کے منصوبے کی اصلیت ظاہر ہونی شروع ہوگی لیکن بنانا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ نیت خالص ہو تو اللہ تعالیٰ اس نیت کو پھل لگاتا ہے اور طاقتوں کو بھی بڑھا دیتا ہے۔ پس وہ شخص جس کی نیت خالص ہو اور پاک ہو آغاز میں اگر اس کو کچھ پھل نہ بھی ملے لیکن وہ دعائیں کرتا رہے اور حکمت کے ساتھ کہ جیسا مَیں بیان کر رہا ہوں تفصیلی طور پر تمام تبلیغی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے آگے بڑھے گا تو اس سفر کے دوران اس کی اپنی اتنی تربیت ہوگی ایک سال، دو سال، تین سال کے اندر اندر خدا کے فضل سے وہ بہت ہی باثمر درخت بن جائے گا اور جب وہ باثمر درخت بن جائے تو پھر خدا کی حفاظت میں آجاتا ہے اور کوئی نہیں جو اس پر ہاتھ ڈال سکے۔ اس

کوئی جرأت عطا ہوتی ہے۔ انبیاءؑ سے جو عصمت کا وعدہ ہے اس میں یہ عصمت بھی شامل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جو فرماتے ہیں۔

اے آنکہ، سوئے من بدویدی، بصد تبر
از باغباں بترس، کہ من شاخِ مُثمرم

(درثمین فارسی:۱۰۶)

تو یہی مضمون آپ نے بیان فرمایا ہے۔ مَیں تو وہ شاخ ہوں جس کو پھل لگنے شروع ہو گئے کیسے ممکن ہے کہ باغباں تمہیں اجازت دے کہ تم مجھ پر بدنیتوں سے حملے کرو اور مجھے کاٹ کر خاک میں ملا دو۔ مَیں پھل دار شاخ ہوں جس کو ثمر لگتے ہیں تو دعوت الی اللہ کرنے والا جب آگے بڑھتا ہے تو اس کو خدا تعالیٰ کی قربت کا احساس بھی پہلے سے بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے اور یہ روحانی جماعتوں کی تربیت کے لئے بہت ہی اہم بات ہے۔ دعوت الی اللہ غیر کو اپنی طرف بلانے کا نام نہیں ہے بلکہ غیر کے ساتھ خود بھی خدا کی طرف حرکت کرنے کا نام اور جوں جوں آپ دعوت الی اللہ کے تقاضے پورے کرتے ہیں تو آپ کو روحانی تجربہ بتائے گا اور جس میں ایک ذرہ بھی شک باقی نہیں رہے گا کہ آپ خدا کو پہلے سے بڑھ کر اپنے قریب دیکھیں گے اور خدا کے قریب ہونے کا احساس ایک عجیب شان سے آپ پر جلوہ گر ہوگا اور وہ شان آپ میں عاجزی پیدا کرے گی۔ ہاں متکبر دشمن کے مقابل پر آپ کو للکارنے کی یہ صلاحیت عطا ہوگی۔

اے آنکہ، سُوئے من بدویدی، بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

اس ضمن میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہؓ کے واقعات پڑھ کر دیکھیں حیاتِ قدسی مثلاً ایک کتاب ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ جماعت میں عام کرنا چاہئے کیونکہ دعوت الی اللہ کے دور میں ایک کامیاب داعی الی اللہ جیسا کہ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکیؓ تھے ان کے حالات کا پڑھنا بہت مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ اس میں آپ یہ راز پائیں گے کہ آپ کو قرب الٰہی کے جو غیر معمولی نشانات عطا ہوئے ان میں سے اکثر کا تعلق دعوت الی اللہ سے ہے اور دعوت الی اللہ کو چونکہ آپ نے حرزِ جان بنالیا تھا۔ آپ نے مقصود بنالیا تھا کسی بیمار کے سہارے بیٹھ کر بھی دعائیں کرتے

تھے تو یہ دعائیں کرتے تھے کہ اے اللہ! مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا معاملہ ہے ان لوگوں پر میں تیرے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت روشن کرنی چاہتا ہوں اپنی صداقت ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ میری ولایت مانیں نہ مانیں مگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت ان پر ثابت ہو جائے چونکہ نیت دعوت الی اللہ کی ہوتی تھی اس لئے مردے جی اُٹھتے تھے۔ خدا کے فضل سے ایسے بیمار شفایاب ہو جاتے تھے جن کے متعلق صحت کی امید بظاہر کوئی نہیں رہتی تھی اور اس کے علاوہ کثرت سے اور بھی معجزے آپؓ کی ذات سے ظاہر ہوئے لیکن ان پر آپ غور کر کے دیکھ لیں آپ کو ان معجزوں کی تہہ میں دعوتِ الی اللہ کی سچی روح دکھائی دے گی۔ پس آپؓ کی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں دعوت الی اللہ زندہ نہیں ہوئی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں آپؓ کی قوت قدسیہ زندہ ہوئی ہے۔ آپؓ نے دعوت کو زندہ نہیں کیا دعوت نے آپ کو زندہ کیا اور آپ میں سے ہر ایک کو دعوت الی اللہ زندہ کر سکتی ہے۔ ہر شخص اگر دعوت الی اللہ کے مضمون کو سمجھ کر اس کے حق ادا کرے گا تو ہر شخص ولی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دعوت غیروں کو ہی خدا کے قریب نہیں کرے گی بلکہ آپ کو خدا کے قریب تر کرتی چلی جائے گی اور جماعت میں کثرت کے ساتھ اولیاء اللہ پیدا ہوں گے۔ جن کی خاطر خدا عظیم نشان دکھائے گا اور دنیا میں ہر جگہ وہ یہ نشان دکھا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے کثرت سے ایسی اطلاعات ملتی ہیں کوئی عام احمدی جس کو نہ زیادہ علم ہے نہ کبھی نیکوں میں شمار ہوا۔ سادہ سا عام آدمی ہے لیکن دعوت الی اللہ کی برکت سے وہ خدا کے قریب ہونے لگا اور اس کی باتوں میں اعجاز پیدا ہو گیا۔ اس کے دعاوی کو خدا تعالیٰ نے قبول فرمایا اور اس کی تائید میں آسمانی ہوائیں چلائیں۔

پس آپ دعوت الی اللہ کے لئے تیار ہوں اٹھ کھڑے ہوں، منصوبے حقیقی بنائیں، ان سے دعوت کے راز سیکھیں جنہوں نے کامیاب دعوت کی ہوئی ہے۔ ابراہیمی صفات اختیار کریں جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھیں اور وہ راز سیکھیں جو خدا تعالیٰ نے آپؑ کو خود بتلائے تھے پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامیاب دعوت الی اللہ کرنے والے صحابہؓ کی زندگیوں پر نظر ڈالیں ان کا مطالعہ کریں اور جماعتوں کو چاہئے کہ ایسے واقعات کو کثرت کے ساتھ اپنے اخبارات میں شائع کریں یا چھوٹے چھوٹے مضامین کی صورت میں لوگوں تک پہنچائیں۔ آج جو دعوت الی اللہ کے تجربے ہو رہے ہیں ان کو کثرت کے ساتھ احبابِ جماعت کے سامنے لانا بھی تمام ملکوں کی

جماعتوں کا فرض ہے اپنے اپنے ملک کی سطح پر ایسا کریں اور جو غیر معمولی اثر کرنے والے واقعات ہیں آنکھیں کھولنے والے واقعات ہیں ان کو دوسرے ممالک میں بھی بھجوائیں، اُن کے رسالوں میں بھی شائع ہوں۔ ایک ماحول پیدا ہوگا، ایک فضا بنے گی ایک موسم ظاہر ہوگا اور یہ موسم دعوت الی اللہ کے پھلوں کا موسم بن جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اس رمضان المبارک کی دعاؤں میں خاص طور پر اپنے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب داعی الی اللہ بنائے اور دوسروں کو خدا کی طرف بلانے کی برکت سے آپ بھی بڑی قوت کے ساتھ خدا کی طرف کھینچے جائیں اور خدا کے ہو جائیں اور یہی سب سے بڑا پھل اور سب سے بڑی جزاء ہے جو دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں آپ کو عطا ہوگی۔ خدا تعالیٰ ہمیں اُس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین